علامہ اقبال اور خطبۂ الٰہ آباد۔تجزیاتی مطالعہ

خلیل احمد لودھی*

ABSTRACT

With reference to Pakistan Movement Allama Dr. Iqbal's Allahbad address has a special significance. In this address Dr. presented the concept of a Muslim state' that's why he is called thinker of Pakistan. But reality is just the reverse Allama has not presented the concept of an independent state, but he presented the idea of an auto nomous Muslim State with in British rule or as a Part of Indian Federation. But later on when political circumstances were changed and Hindu leader's prejudice behaviour became quite clear and Hindu Muslim riots became daily routine than thinking on Dr. Iqbal was also changed, which he expressed in his letters and particularly in those letters he wrote to Qa'id-i-A'zam. He emphasized an independent Muslim States are unavoidable.

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد برصغیر میں مسلم اقتدار کا خاتمہ ہوا اور برطانوی تسلط مکمل طور پر قائم ہوگیا۔انگریز حکومت نے جنگِ آزادی کی تمام تر ذمہ داری مسلمانوں پر عائد کرکے مسلم قوم کو سیاسی اور معاشی طور پر تباہی کے کنارے تک پہنچا دیا۔تنزلی کے اس دور میں سرسید احمد خان (۱۸۹۸ء۔۱۸۱۷) نے مسلم قوم کی نشاۃِ ثانیہ کا آغاز کیا اور بعدازاں دیگر مسلم قائدین نے بھی اس سلسلے میں اہم کردار ادا کیا۔ان قائدین میں ایک اہم نام شاعرِ مشرق اور مفکرِ پاکستان علامہ اقبال (۱۹۳۸ء۔۱۸۷۷ء) کا بھی ہے۔تحریکِ آزادی کے دوران مسلم قائدین نے برصغیر کے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر متحد اور منظّم کرنے کے لیے اسلام کے اس آفاقی اصول کو بنیاد بنایا کہ ''اسلام ایک ملت ہے اور کفر ایک ملت ہے''۔ اور اسے ''دوقومی نظریہ'' کا نام دیا۔ برصغیر میں اس نظریہ کی ابتدا مسلم تہذیب اور ہندی تہذیب کے مابین تشخص کو برقرار رکھنے کی کوشش قرار پائی۔اس نظریے کی وجہ سے مسلمان اور ہندو اقوام کے اپنے اپنے دائرہ کار متعین ہوئے۔(۱)

دوقومی نظریہ میں پہلی بار سیاسی جاذبیت علامہ اقبال کے خطبۂ الٰہ آباد سے پیدا ہوئی جس میں انہوں نے مسلم اور ہندو اقوام کے مابین فرق کی وضاحت کی۔علامہ اقبال کے خطبۂ الٰہ آباد (۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء) کا کمال یہ تھا کہ اول تو اسے آل انڈیا مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے پیش کیا گیا تھا جو مسلمانوں کی سب سے بڑی سیاسی جماعت تھی، دوم علامہ اقبال اس وقت

* اسسٹنٹ پروفیسر،شعبہ سیاسیات۔اردو یونیورسٹی،عبدالحق کیمپس،کراچی   برقی پتا:researchjournalpk@gmail.com

تاریخِ موصولہ: ۲۶ جنوری ۲۰۱۰ء

تک مسلمانوں کے ایک مسلمہ لیڈر بن چکے تھے اور ان کے کلام نے مسلمانوں میں بیداری اور خود شناسی کی لہر پیدا کر دی تھی، سوم علامہ اقبال نے اس سے قبل پیش کی جانے والی تجاویز (دہلی تجاویز ۱۹۲۷ء) کے خاکے میں نظریاتی رنگ بھر کر مسلمانوں کے خواب کی ترجمانی کر دی(۲) خطبۂ الٰہ آباد کے حوالے سے پاکستان کے سیاسی مفکرین متضاد آراء کے حامل ہیں، بعض کا خیال ہے کہ علامہ اقبال نے اپنے اس خطبہ میں ایک آزاد مملکت کا تصور پیش کیا اور اسی کی بنیاد پر انہیں مصور پاکستان کہا جاتا ہے جبکہ بعض کے نزدیک علامہ اقبال آزاد مملکت کا قیام نہیں چاہتے تھے، بلکہ انگریز حکومت کے ماتحت ایک خود مختار مسلم ریاست (Autonomous Muslim State) کا قیام چاہتے تھے۔ان دو متضاد آراء کا تجزیاتی جائزہ یہاں لیا جارہا ہے۔

چوہدری خلیق الزماں کے نزدیک خطبۂ الٰہ آباد میں یہ الفاظ قابل غور ہیں کہ:

''میں چاہتا ہوں کہ پنجاب، صوبہ سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک منفرد اسٹیٹ بنا دی جائے جو برٹش سلطنت کے اندر خود مختار ہو یا اس کے باہر ایک آزاد مملکت ہو''۔

ایسے کھلے اشارے اور تصریح کے بعد بھی مسلم لیگ کے اجلاس میں کسی فردِ واحد نے بھی اس کا نوٹس نہ لیا اور نہ کسی نے اپنی تقریر میں اس کی تائید میں کوئی تجویز پیش کی اور ہوتی بھی کیسے؟ کیونکہ مسلم لیگ محض زمینداروں، تعلقہ داروں اور خطاب یافتہ افراد کا ایک بڑا سود مند گہوارا تھا، شاید وہ جلسہ ہی اس قابل نہ تھا کہ اس میں یہ جواہر پارے بکھیرے جاتے''۔(۳)

علامہ اقبال نے مزید کہا کہ:

''مجھے تو ایسا نظر آتا ہے کہ شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کو بالآخر ایک منظّم ریاست قائم کرنی پڑے گی''۔(۴)

چوہدری رحمت علی (۱۹۵۱ء۔۱۸۹۷ء) خطبۂ الٰہ آباد پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

''اقبال کے ہاں ایک آزاد اور مقتدر مسلم ریاست کا تصور نہیں ہے، بلکہ وہ انڈین فیڈریشن کے اندر اسلامی ریاست کو ایک یونٹ کی صورت میں دیکھنا چاہتے ہیں''۔(۵) (علامہ اقبال نے اپنی زندگی میں چوہدری رحمت علی کے اس بیان کی کبھی تردید نہیں کی) جسٹس ایس اے رحمان خطبۂ الٰہ آباد پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> ''علامہ اقبال کا ''مسلم ہند'' ہندوستان ہی کا ایک جزو تھا۔مزید برآں علامہ کا یہ کہنا کہ یہ تجویز نہرو کمیٹی میں بھی زیرِ غور آئی تھی، اگر اس میں آزاد اسلامی ریاست کا تخیل شامل ہوتا تو اُس وقت کے ماحول میں ایک ہنگامہ برپا ہو جاتا اور نہرو کمیٹی سرے سے اس پر غور نہ کرتی''۔(۶)

جبکہ اشتیاق حسین قریشی کا خطبہ الٰہ آباد کے سلسلے میں مؤقف ہے کہ:

> ''اقبال صرف ہندوستانی وفاق کے اندر ایک متحدہ مسلم واحدہ چاہتے تھے، یہ غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس صورت میں وہ یہ نہ کہتے کہ وہ واحدہ سلطنت برطانیہ کے اندر ہو یا باہر''۔(۷)

خطبۂ الٰہ آباد کو اپنے سیاق وسباق میں غور سے پڑھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ علامہ اقبال نے اپنے خطبہ

میں ایک آزاد مسلمان مملکت کا تصور نہیں پیش کیا تھا بلکہ انہوں نے ہندوستان کے اندر مسلمان اکثریتی صوبوں کی فیڈریشن کی تجویز پیش کی تھی جسے خود مختاری حاصل ہونا تھی، اور اسے ملکی سطح پر بہرحال مرکز کے تابع ہونا تھا۔ اسی لیے انہوں نے اپنے خطبہ میں خود مختار مسلم ریاستوں (Autonomous Muslim State) کے الفاظ استعمال کیے نہ کہ آزاد (Independent) مسلم ریاستوں کے، اور نہ وہ ایک آزاد مسلمان یا اسلامی ریاست کا خواب ہی دیکھ رہے تھے۔ یاد رہے کہ اُس دور میں (State) کا لفظ صوبوں کے لیے استعمال ہوتا تھا۔(۸) علامہ اقبال نے اپنے خطبہ کی سب سے پہلے وضاحت اکتوبر ۱۹۳۱ء میں کی جب آپ دوسری گول میز کانفرنس میں شرکت کے لیے لندن میں موجود تھے، پروفیسر ایڈورڈ تھامسن نے اپنے ایک مضمون میں جو لندن ٹائمز میں ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۱ء کو شائع ہوا خطبہ الٰہ آباد کو اپنا موضوع بنایا، جس میں انہوں نے علامہ اقبال کی تجویز پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ:

> ’’میں ہندوستان کے شمال میں مسلمانوں کے فرقہ وارانہ صوبوں کے قیام کی مخالفت نہیں کر رہا لیکن سر محمد اقبال تو ان کی کنفیڈریشن ہندوستان کے اندر یا باہر قائم کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں‘‘۔

جس کا جواب دیتے ہوئے علامہ اقبال نے کہا:

> ’’کیا میں ڈاکٹر تھامسن کو یہ بتا سکتا ہوں کہ میں نے برطانوی سلطنت سے باہر مسلم ریاست کا مطالبہ پیش نہیں کیا ہے بلکہ دھندلے مستقبل میں ان زبردست قوتوں کی امکانی کارفرمائی سے متعلق یہ ایک تخمینہ ہے جو اس وقت برصغیر ہند کے مقدر کی صورت گری کر رہی ہیں۔ کوئی ہندوستانی مسلمان جو عقل کا شائبہ رکھتا ہو، عملی سیاست کے منصوبہ گر کی حیثیت سے برطانوی دولتِ مشترکہ سے باہر شمال مغربی ہند میں مسلم ریاست یا ریاستوں کے سلسلہ کو قائم کرنے کا ہم خیال نہیں۔ میں ہندوستان کے ایسے صوبہ جات میں از سرِ نو تقسیم کا حامی ہوں جس میں کسی ایک فرقہ کی مؤثر اکثریت ہو جس کی وکالت نہرو رپورٹ اور سائمن کمیشن نے کی ہے‘‘۔(۹)

۴ مارچ ۱۹۳۴ء کو پروفیسر ایڈورڈ تھامسن کے نام ایک خط میں اپنے نظریے کی یوں وضاحت کرتے ہیں کہ: ’’آپ نے مجھے اس اسکیم کا حامی قرار دیا ہے جو پاکستان کے نام سے موسوم ہے۔ پاکستان اسکیم میری اسکیم نہیں ہے۔ (پاکستان اسکیم چوہدری رحمت علی نے پیش کی تھی) جو تجویز میں نے اپنے خطبہ میں پیش کی تھی وہ ایک مسلم صوبہ کے قیام کی تجویز تھی یعنی مغربی ہند میں ایک ایسے صوبے کی تشکیل جہاں مسلمانوں کی واضح اکثریت ہو۔ میری اسکیم کے مطابق یہ نیا صوبہ آئندہ کی انڈین فیڈریشن کا حصہ ہوگا لیکن پاکستان اسکیم مسلم صوبوں کی ایک علیحدہ فیڈریشن کے قیام کی سفارش کرتی ہے جس کا براہِ راست تعلق انگلستان سے ایک علیحدہ ڈومینین کی صورت میں ہوگا۔ یہ اسکیم کیمبرج میں بنائی گئی اور اس اسکیم کے موجدوں کا خیال ہے کہ گول میز کانفرنس کے مسلم مندوبین نے مسلم قوم کو ہندو یا انڈین نیشنلزم کی بھینٹ چڑھا دیا ہے‘‘۔(۱۰)

علامہ اقبال اپنے اس نظریے کی مزید وضاحت ۶ مارچ ۱۹۳۴ء کے تحریر کردہ ایک خط میں جو آپ نے اپنے دوست مولانا

راغب کو لکھا تھا یوں کرتے ہیں ”جہاں تک میری تجویز (خطبہ الٰہ آباد) کا تعلق ہے، وہ یہ ہے کہ انڈین وفاق کے اندر ایک مسلم صوبہ تخلیق کیا جائے جبکہ پاکستان اسکیم (چوہدری رحمت علی کی پیش کردہ) کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کے شمال و مغرب کے مسلم صوبوں کا ایک ایسا وفاق تشکیل دیا جائے جو انڈین فیڈریشن سے علیحدہ ہو اور انگلستان سے براہِ راست وابستہ ہو“۔(۱۱)

سوال یہ ہے کہ جب خود علامہ اقبال خطبہ الٰہ آباد، اور اس کے بعد بھی اپنے تصور کی وضاحت بار بار کرتے ہوئے یہ فرماتے ہیں کہ ”انہوں نے انڈین فیڈریشن کے اندر ایک مسلمان اکثریتی صوبہ کی تجویز پیش کی ہے نہ کہ ایک آزاد مسلم ریاست کا تصور، تو پھر کیا ہمارے لیے یہ مناسب اور جائز ہے کہ ہم ان سے کئی قدم آگے جا کر خطبہ الٰہ آباد سے ایک آزاد مسلمان مملکت کا تصور پیش کریں؟“ (۱۲)

یہاں یہ سوال بھی ذہن میں ابھرتا ہے کہ علامہ اقبال اور چوہدری رحمت علی کی اسکیموں میں کیا فرق تھا۔اس فرق کو ڈاکٹر جاوید اقبال ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ ”یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ اقبال کے مسلم ریاست کے تصور اور چوہدری رحمت علی کی پاکستان اسکیم میں کیا فرق تھا؟ اقبال نے مسلم ریاست کے قیام کی تجویز ہندوستان میں ایک ذمہ دار مسلم سیاسی شخصیت کی حیثیت سے آل انڈیا مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے پیش کی تھی۔ چوہدری رحمت علی نے ایک مسلم طالب علم کی حیثیت سے انہی مسلم اکثریتی صوبوں اور کشمیر پر مشتمل ریاست کا نام پاکستان تجویز کر کے اپنا پمفلٹ (Now or Never) انگلستان سے چھپوایا۔اقبال کی خودمختار ریاست کسی قابلِ قبول ہندو مسلم مفاہمت کی بنیادوں پر ہندوستان کے وفاق، برطانوی سلطنت یا برطانوی دولتِ مشترکہ کے اندر قائم ہو سکتی تھی اور اس کا علیحدہ طور پر ایک آزاد مملکت کی حیثیت سے قائم ہونے کا امکان اسی صورت میں تھا جب ہندو مسلم مفاہمت کی کوئی امید نہ رہے،لیکن چوہدری رحمت علی کی پاکستان اسکیم کا مقصد، شمال مغربی ہند کے مسلم اکثریتی صوبوں اور کشمیر پر مشتمل ایک علیحدہ فیڈریشن قائم کرنا تھا۔اقبال کی مسلم ریاست کی تجویز میں آبادیوں کے تبادلوں کی ضرورت نہ تھی مگر چوہدری رحمت علی کے تصورِ پاکستان میں آبادیوں کا تبادلہ لازم تھا۔(۱۳)

برصغیر کے سیاسی حالات میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ خطبہ الٰہ آباد کے برعکس علامہ اقبال کے خیالات میں بھی تبدیلی رونما ہوئی اور وہ ایک آزاد مسلم ریاست کے حامی نظر آنے لگے، جیسا کہ علامہ اقبال کے اُن خطوط سے ظاہر ہوتا ہے جو انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کو تحریر کیے۔آزاد مسلم ریاست کے تصور کی صراحت پہلی مرتبہ علامہ اقبال نے اس مرقومہ خط میں کی جو انہوں نے قائداعظم کے نام ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء کو ارسال کیا تھا، آپ نے اُس میں لکھا کہ:

”اسلامی شریعت کے طویل اور بالاستیعاب مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اگر اس نظام کو صحیح طور پر بروئے کار لایا جائے تو ہر فرد کے لیے کم از کم گزر اوقات کا حق مہیا ہو سکتا ہے۔لیکن اسلامی شریعت کا نفاذ اور اُس کا ارتقاء اس ملک میں ایک آزاد مسلم ریاست یا مسلم ریاستوں کے بغیر ممکن نہیں۔کئی برسوں سے میرا یہ دیانتدارانہ ایقان رہا ہے اور اب بھی میں یہی یقین رکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے لیے روٹی اور ہندوستان میں امن و امان کے مسائل کا اسی طرح سے حل

ہوسکتا ہے، جیسا کہ میں اوپر صراحت کر چکا ہے، اِن مسائل کے حل کے لیے لازمی ہے کہ ملک کے اندر تقسیم ہو اور ایک یا ایک سے زیادہ اسلامی ریاستوں کا اہتمام کیا جائے، جس میں مسلمانوں کی قطعی اکثریت ہو، کیا آپ کی رائے میں اس قسم کے مطالبے کا وقت نہیں آ گیا؟'' (۱۴) یہاں پر یہ بات واضح رہے کہ اس وقت تک علامہ اقبال کے ذہن میں ایک یا ایک سے زیادہ مسلم اکثریتی ریاستوں کے قیام کا تصور زیرِ غور تھا، جیسا کہ اس کی مزید وضاحت علامہ اقبال نے ۲۱ جون ۱۹۳۷ء کو قائداعظم کے نام اپنے خط میں کی ہے، جس میں ہندوستان میں مسلمانوں کی حالت زار، فرقہ وارانہ فسادات اور ہندوؤں کی چیرہ دستیوں کا ذکر کرتے ہوئے علامہ اقبال تجویز کرتے ہیں کہ:

"In these cirmustnaces, it is obvious that the only way to a peaceful India is a redistribution of the country on the lines of racial, religious and langustic affinities" (۱۵)

''ان حالات میں ہندوستان میں امن کے حصول کے لیے ملک کی نسلی، مذہبی اور لسانی بنیادوں پر تقسیم ناگزیر ہے''۔

اسی خط میں علامہ اقبال اپنی اس تجویز کی وضاحت آگے چل کر ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ'' درج بالا خطوط پر مسلمان صوبوں کی علیحدہ فیڈریشن کا قیام ہی مسلمانوں کو ہندوؤں کے مظالم اور غلبے سے نجات دلا سکتا ہے۔ شمال مغربی ہندوستان اور بنگال کے مسلمانوں کو اسی طرح قومی حق خود ارادیت (Self Determination) کا مستحق کیوں نہ سمجھا جائے، جس طرح ہندوستان کے اندر یا باہر بسنے والی دوسری اقوام کو یہ حق حاصل ہے؟'' اس خط میں علامہ اقبال یہ مشورہ دیتے ہیں کہ ''فی الحال شمال مغربی ہندوستان اور بنگال کے مسلمانوں کو مسلمان اقلیتی صوبوں سے صَرفِ نظر (Ignore) کرنا چاہیے کہ اس میں مسلمان اکثریتی اور اقلیتی صوبوں کا مفاد مضمر ہے''۔ اور آگے چل کر اسی خط میں قائداعظم کو مشورہ دیتے ہیں کہ ''مسلم لیگ کا آئندہ اجلاس کسی مسلمان اقلیتی صوبے میں منعقد کرنے کی بجائے پنجاب میں منعقد کیا جائے''۔(۱۶)

علامہ اقبال کی جانب سے قائداعظم کو ارسال کردہ ان خطوط سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ۱۹۳۷ء تک علامہ اقبال ہندوستان کی تقسیم اور مسلمان اکثریتی صوبوں کی آزاد فیڈریشن کے قیام کے قائل ہو چکے تھے اور انہیں فیڈریشن کے اندر نفاذِ شریعت ہی مسلمانوں کے مسائل کا حل نظر آتا تھا۔ علامہ اقبال کے تصور کے مطابق اس مسلمان مملکت یعنی فیڈریشن کو شمال مغربی ہندوستان کے اکثریتی صوبوں (پنجاب، صوبہ سرحد، سندھ اور بلوچستان) کے علاوہ مشرقی بنگال (بنگال کا مسلم اکثریتی علاقہ) پر مشتمل ہونا تھا۔ اس ضمن میں علامہ اقبال شمال مغربی ہندوستان اور بنگال کے مسلمانوں کے لیے لفظ اقوام (Nations) استعمال کرتے ہیں جس سے یہ تاثر ابھرتا ہے کہ مجوزہ اسلامی مملکت کو دو صوبوں پر مشتمل ہونا تھا، جنہیں خودمختاری حاصل ہونا تھی، کیونکہ فیڈریشن کی اکائیاں داخلی طور پر خودمختار ہوتی ہیں۔ (اس اصول پر عمل نہ کرنے کا نتیجہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی صورت میں ظاہر ہوا اور پاکستان کی موجودہ سیاسی صورتحال بھی اس اصول کی نفی کر رہی ہے)۔ قائداعظم کے اعتراف کے مطابق وہ علامہ اقبال کے نظریات سے متاثر تھے۔ ظاہر ہے کہ علامہ اقبال کے مشورے (علامہ اقبال کا انتقال ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء کو ہوا، آپ کے انتقال سے قبل ہی مسلم لیگ کے اس تاریخی اجلاس کے حوالے سے

مشاورت کا آغاز ہو کا تھا) پر ہی مسلم لیگ کا وہ تاریخی اجلاس ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں منعقد کیا گیا، جس میں قراردادِ پاکستان منظور کی گئی۔ اقبال جناح خط وکتابت سے پتا چلتا ہے کہ مسلم لیگ کی قیادت اس اجلاس کو اگست میں منعقد کرنے کا ارادہ رکھتی تھی، لیکن علامہ اقبال نے اپنے خط میں قائداعظم کو مشورہ دیا کہ اول تو تاریخ ساز اجلاس پنجاب میں بلایا جائے، دوم یہ کہ اجلاس اگست میں منعقد نہ کیا جائے۔ کیونکہ لاہور میں خاصی گرمی اور حبس ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس اجلاس کے لیے مارچ کے خوشگوار مہینے کا انتخاب کیا گیا۔ گویا ایک لحاظ سے علامہ اقبال کے خطوط قراردادِ پاکستان کا پیش خیمہ ثابت ہوئے۔ علامہ اقبال نے ہی قائداعظم کی صورت میں ایک مخلص اور اہل قیادت کی نشاندہی کی اور ایک آزاد مسلمان مملکت کے مطالبے پر زور دیا بلکہ اس جگہ کا تعین بھی کر دیا جہاں سے اس مطالبہ کو پیش کیا جانا تھا۔(۱۷)

قائداعظم نے علامہ اقبال کی وفات کے بعد اُن کے انگریزی مجموعہ مکتوبات ''اقبال کے خطوط جناح کے نام'' کا پیش لفظ لکھا، اس میں آپ نے اقبال کی ملّی خدمات کا کشادہ دلی سے اعتراف کیا اور صراحت کی:

''میں سمجھتا ہوں کہ یہ خطوط بڑی تاریخی اہمیت کے حامل ہیں، خصوصاً وہ خط جو مسلم ہند کے سیاسی مستقبل سے متعلق ان کے خیالات کی واشگاف الفاظ میں، غیر مبہم طور پر ترجمانی کرتے ہیں، اُن کے خیالات بیشتر خود میرے نظریات سے ہم آہنگ تھے اور آخرکار ہندوستان کے آئینی مسائل کا محتاط اور گہرا مطالعہ کرنے کے بعد، انہوں نے میری انہی نتائج تک رہبری کی، جو وقت گزرنے پر مسلم ہند کے متفقہ ارادے کی صورت میں ظاہر ہوئے اور بعد میں مسلم لیگ کی قرارداد لاہور میں منعکس ہوئے۔ اس قرارداد کو بعد میں ''قراردادِ پاکستان'' کے نام سے موسوم کیا گیا''۔(۱۸)

علامہ اقبال کے خطبۂ الٰہ آباد اور ان کے خطوط کے تناظر میں اس نتیجہ تک پہنچا جا سکتا ہے کہ علامہ اقبال ابتدا میں آزاد ریاست کی بجائے مسلمان اکثریتی صوبوں پر مشتمل ایسی ریاست کے حامل تھے جو داخلی طور پر تو خودمختار (Autonomous Muslim State) ہو، لیکن برطانوی سلطنت کے ماتحت ہو یا انڈین فیڈریشن کے اندر ہو، جیسا کہ انہوں نے اپنے خطبہ میں واضح طور پر کہا کہ ''میری خواہش ہے کہ پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان کو یکجا کر کے ایک واحد ریاست بنا دی جائے، خواہ اسے برطانوی سلطنت کے اندر خودمختاری حاصل ہو یا باہر۔ مجھے تو یہی نظر آتا ہے کہ شمال مغربی ہند میں ایک مستحکم ریاست کا قیام، کم از کم شمال مغربی ہند کے مسلمانوں کا بالآخر مقدر ہو چکی ہے۔ لیکن جب ہندوستان کی سیاسی صورتحال میں تبدیلی ہوئی اور خصوصاً ہندو قائدین نے جب مسلمانوں کے ساتھ متعصّبانہ رویہ اختیار کیا اور ہندو مسلم فسادات روز کا معمول بن گئے تو علامہ اقبال کے نظریات میں بھی واضح تبدیلی آ گئی اور اس کا اظہار انہوں نے اپنے خطوط میں کیا اور علامہ اقبال مسلمانوں کی آزاد ریاستوں (شمال مغربی صوبوں اور مشرقی بنگال پر مشتمل) کے حامی نظر آنے لگے۔ بہرحال تصورِ پاکستان کے بیج تو خطبہ الٰہ آباد میں موجود تھے لیکن اس تصور کے منظّم خدوخال اُس خطبہ میں نہیں بلکہ ان خطوط میں واضح کیے گئے جو انہوں نے قائداعظم کو ارسال کیے تھے۔

سفارشات

۱۔ خطبۂ الٰہ آباد کے حوالہ سے جامعہ کی سطح کی نصابی کتب میں عموماً ایک نقطہ نظر کو اجاگر کیا جاتا ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ اس حوالے سے دونوں نقطۂ نظر واضح کیے جائیں تاکہ طلباء حقیقت سے آگاہ ہوسکیں۔

۲۔ اقبال، جناح خطوط کے تناظر میں یہ واضح ہے کہ علامہ اقبال صوبائی خودمختاری کے حامی تھے۔ قیام پاکستان کے بعد اس اصول کو نظرانداز کیا گیا، جس کا نتیجہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی صورت میں ظاہر ہوا۔ پاکستان میں صوبائی سطح پر مختلف اقوام کے درمیان بے چینی کی اہم وجہ صوبائی خودمختاری کا فقدان ہے، ملکی استحکام کے لیے صوبائی خودمختاری ضروری اور آئینی تقاضا (۱۹۷۳ء کے آئین کے تحت) بھی ہے اور یہ اقدام علیحدگی پسندی اور شدت پسندی کے خاتمہ میں بھی معاون ثابت ہوگا۔

۳۔ افراد، اقوام اور صوبوں کے ساتھ عدل وانصاف اور مساوات ہی استحکام پاکستان کے ضامن ہیں۔

مراجع وحواشی

(۱) انوار ہاشمی: تاریخ پاک وہند، ط:ص ۴۹۸۔۵۰۲، کراچی، کراچی بک سینٹر، ۱۹۸۴ء
(۲) ڈاکٹر صفدر محمود: اقبال جناح اور پاکستان، ط:ص ۵۳ تا ۵۴ لاہور، خزینۂ علم وادب، ۲۰۰۴ء
(۳) چوہدری خلیق الزماں۔ شاہراہ پاکستان۔ ط:ص ۵۰۸ تا ۵۰۹، کراچی انجمن اسلامیہ پاکستان، ۱۹۸۷ء
(۴) اشتیاق حسین قریشی، (مترجم ہلال احمد زبیری) برصغیر پاک وہند کی ملتِ اسلامیہ۔ ط:ص ۳۸۶، کراچی، شعبۂ تصنیف وتالیف کراچی یونیورسٹی، ۱۹۶۷ء
(۵) Chaudhry Rahmat Ali Pakistan: The Father land of pak, pp.219 to 221, U.K, pd Cambridge, 1946
(۶) ایس اے رحمٰن: اقبال اور خطبۂ الٰہ آباد: برگِ گل: اقبال نمبر، ط:ص ۱۲۱۔۱۲۳، کراچی، شعبۂ تصنیف وتالیف اردو کالج، ۱۹۷۷ء
(۷) اشتیاق حسین قریشی۔ (ایضاً)۔ص ۳۸۶۔
(۸) ڈاکٹر صفدر محمود۔ (ایضاً)۔ص ۵۵۔
(۹) سید مظہر حسین برنی، کلیاتِ مکاتیب اقبال: (جلد سوم)۔ ط:ص ۲۴۶۔۲۴۸، دہلی، اردو اکادمی
(۱۰) ڈاکٹر جاوید اقبال: زندہ رود: حیاتِ اقبال کا اختتامی دور۔ ط:ص ۴۲۰، لاہور، شیخ غلام اینڈ سنز، ۱۹۷۹ء
(۱۱) محمد فرید الحق ایڈووکیٹ: اقبال۔ جہانِ دیگر۔ص ۱۱۶، کراچی، گردیزی پبلشرز، ۱۹۸۳ء
(۱۲) ڈاکٹر صفدر محمود، اقبال، جناح اور پاکستان۔ص ۶۰، لاہور، خزینۂ علم وادب، ۲۰۰۴ء
(۱۳) جاوید اقبال ڈاکٹر۔ ۱۹۷۹ء
(۱۴) رحمٰن ایس اے جسٹس۔ ''اقبال اور خطبۂ الٰہ آباد''۔ پروفیسر محمد خلیل اللہ۔ ''زعمائے ملت''۔ص ۲۷۲، کراچی، شعبۂ تصنیف وتالیف اردو کالج، ۱۹۸۳ء
(۱۵) Iqbal, Muhammad, Sir. Letter of Iqbal to Jinnah, P.23, Lahore, Pd: Sh. M. Ashraf, 1963
(۱۶) ایضاً۔ص ۲۴ (۱۷) محمود صفدر ڈاکٹر۔ص ۶۶ (۱۸) رحمٰن ایس اے جسٹس۔ص ۲۷۳